بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳ / ۳۸ | جمعرات ۲۲ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ، ۱۸ اخاء ۱۳۶۳ ہش، ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۲

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کیلئے خصوصی دعا کی درخواست

(از حضرت سیدہ مریم صدیقہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

"سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت دن بدن گر رہی تھی اس لئے وہ ڈاکٹروں کے مشورہ سے چند دن ہوئے لاہور برائے تشخیص و علاج تشریف لے گئی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دل کی گہرائیوں سے اس بابرکت وجود کیلئے دعا کریں جو حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ اور ہمارے درمیان ایک زندہ کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے اور ہم سب کو ان کے بابرکت وجود سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ آمین!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ:

اہل اللہ کیلئے مصائب ہمیشہ نہیں رہتے اور نہ لمبے ہوتے ہیں

بلکہ اُن کے واسطے رحمت، محبت اور لذت کا چشمہ جاری کیا جاتا ہے

خدا کا مقرب بننے کے واسطے ضروری ہے کہ دکھ سہے جاویں اور شکر کیا جاوے

"بعض لوگ اللہ تعالیٰ پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ ہماری دعا کو قبول نہیں کرتا یا اولیاء ... پر طعن کرتے ہیں کہ اُن کی فلاں دعا قبول نہیں ہوئی۔ اصل میں وہ نادان اس قانونِ الٰہی سے ناآشنا محض ہوتے ہیں۔ جس انسان کو خدا سے ایسا معاملہ پڑا ہوگا وہ خوب اس قاعدہ سے آگاہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مان لینے کے اور منوانے کے دو نمونے پیش کئے ہیں اُنہی کو مان لینا ایمان ہے۔ تم ایسے نہ بنو کہ ایک ہی پہلو پر زور دو ایسا نہ ہو کہ تم خدا کی مخالفت کر کے اُس کے مقررہ قانون کو توڑنے کی کوشش کرنے والے بنو۔

مومن کے لئے مصائب ہمیشہ نہیں رہتے اور نہ ملبے ہوتے ہیں بلکہ اُس کے واسطے رحمت، محبت اور لذت کا چشمہ جاری کیا جاتا ہے۔ عاشق لوگ عشق کے غلبہ کے وقتوں اور اُس کے دردوں میں ہی لذت پاتے ہیں۔ یہ باتیں گو ایک خشک محض انسان کے لئے سمجھانی مشکل ہیں۔ مگر جنہوں نے اس راہ میں قدم مارا ہے وہ ان کو خوب جانتے ہیں بلکہ اُن کو تو معمولی آرام اور آسائش میں وہ چین اور لذت نہیں ہوتی جو دکھ کے اوقات میں ہوتی ہے۔

مثنوی رومی میں ایک حکایت ہے کہ ایک مرض ایسا ہے کہ اس میں جب تک اُس کو مکے مارتے کوٹتے اور تاڑتے رہتے ہیں تب تک وہ آرام میں رہتا ہے ورنہ تکلیف میں رہتا ہے سو یہی حال اہل اللہ کا ہے کہ جب تک اُن کو مصائب و شدائد کے مشکلات آتے رہیں اور اُن کو مار پڑتی رہے تب تک وہ خوش ہوتے ہیں۔ اور لذت اُٹھاتے ہیں ورنہ بے چین اور بے آرام رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قادر تھا کہ اپنے بندوں کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچنے دیتا اور ہر طرح سے عیش و آرام میں اُن کی زندگی بسر کرواتا۔ اُن کی زندگی شاہانہ زندگی ہوتی۔ ہر وقت اُن کے لئے عیش و طرب کے سامان مہیا کئے جاتے۔ مگر اُس نے ایسا نہیں کیا۔ اس میں بڑے اسرار اور راز نہاں ہوتے ہیں۔ دیکھو والدین کو اپنی لڑکی کیسی پیاری ہوتی ہے بلکہ اکثر لڑکوں کی نسبت زیادہ پیاری ہوتی ہے مگر ایک وقت آتا ہے کہ والدین اُس کو اپنے سے الگ کر دیتے ہیں وہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ اُس وقت کو دیکھنا بڑے جگر والوں کا کام ہوتا ہے۔ دونوں طرف کی حالت ہی بڑی قابلِ رحم ہوتی ہے .....

یہی حال اہل اللہ کا ہے ان لوگوں میں بعض خلق ایسے پوشیدہ ہوتے ہیں کہ جب تک (باقی صفحہ ۷ پر)

(۱)- میری چچی محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالباقی صاحب مرحوم لمبے عرصہ سے خون کے سفید ذرات بڑھ جانے کی وجہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ اب بیماری شدت اختیار کر گئی ہے بغرض علاج اپنے بیٹے ڈاکٹر عبدالمالک شمیم احمد کے پاس امریکہ تشریف لے گئی ہیں۔

احباب جماعت کی خدمت میں آپ کی صحتِ کاملہ اور درازیٔ عمر کے لیے دعا کی درخواست ہے

(۲) محترم ڈاکٹر حسین ساجد صاحب نیورولوجسٹ ٹینیسی امریکہ کچھ عرصہ سے ذیابیطس اور جگر کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔

محترم ڈاکٹر صاحب موصوف نہایت فدائی خادم سلسلہ ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی مکمل صحت یابی کے لیے دردِ دل سے دعائیں کریں مولیٰ کریم آپ کو فعال لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین۔

(ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد ربوہ)

- خاکسار کا ۳۰ ستمبر سے سروسز ہسپتال لاہور میں دائیں بازو کی درد کا علاج بذریعہ بجلی ہو رہا ہے ایک ٹیکہ بھی لگایا گیا تھا۔ گو درد میں کمی ہے مگر ابھی پوری طرح آرام نہ آنے کی وجہ سے سوتے وقت ہاتھ کو بڑی بے قراری رہتی ہے جس سے نیند میں خلل پیدا ہوتا رہتا ہے۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ کامل شفاء عطا فرمائے۔ آمین۔ (سید احمد علی زائب نائب اصلاح و ارشاد)

(معرفت۔ میاں جمالی آٹوز اینڈ کمپنی، ارشنگمر روڈ لاہور)

سلسلہ کے ایک مخلص دوست مکرم جمعدار عبدالغنی صاحب چک نمبر ۳۷ جنوبی سرگودھا۔ ان کی بائیں ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ جس کی وجہ سے تکلیف ہے۔ قارئین کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

نیکی میں جلدی کریں

تحریک جدید کا سال ختم ہونے میں صرف چند دن رہ گئے ہیں۔ آپ سب سے درخواست ہے کہ اپنے وعدہ کی جلد از جلد ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

(وکیل المال اوّل)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحیٔ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
۲۲ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ
۱۸ اخاء ۱۳۶۳ ہش

دعاؤں کی قبولیت میں قربِ الٰہی کی اہمیت

دینِ حق کے پیرو ہونے کی حیثیت میں ہمیں یہ خصوصی شرف حاصل ہے کہ ہم ایسے واحد لاشریک اور قادرِ مطلق خدا پر ایمان لائے ہیں جو غیر محدود صفات کا مالک ہوتے ہوئے مجیب بھی ہے یعنی وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور انہیں قبول کرکے انہیں ان کی مرادیں عطا کرتا ہے۔

اپنے مجیب ہونے کا اس نے ثبوت یہ دیا ہے کہ وہ اپنے بندوں کے قریب ہے۔ اس کا ہمہ وقت قریب ہونا ہی اس امر پر دال ہے کہ وہ ان کی پکار کو سنتا ہے اور پھر چونکہ وہ قادرِ مطلق بھی ہے اس لئے وہ ان کی دعا کو سنکر اسے پورا بھی کر دکھاتا ہے۔ یعنی دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرکے اسے اس کی مراد عطا کر دیتا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے دعاؤں کی قبولیت کے ضمن میں بندوں پر بھی ایک فرض عائد کیا ہے کہ وہ بھی اس کے قریب آئیں اتنے قریب کہ وہ اس کے احکام کو سن سکیں اور پھر ان پر کما حقہ عمل پیرا ہوکر اطاعت کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ خدا تعالےٰ تو ہے ہی قریب اور وہ ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے لیکن پکارنے والے کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اس سے دور رہ کر اسے نہ پکارے بلکہ خود بھی اس کے قریب آکر اس کے در کو کھٹکھٹائے۔ بندے کے اپنے رب کے قریب آنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کے احکام سے غفلت نہ برتے سنی ان سنی نہ کرے اور ان پر دل سے عمل پیرا ہوکر اس کے قرب میں جگہ پائے۔ اسی لئے اس نے فرمایا ہے:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝

(البقرہ آیت ۱۸۷)

یعنی (اے رسول!) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تو جواب دے کہ) میں (ان کے) قریب (ہی) ہوں۔ جب دعا کرنے والا پکارے تو میں اس کی دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ سو چاہیئے کہ وہ (دعا کرنے والے خود بھی میرے قریب ہوں اور) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر (یعنی میرے قریب ہونے پر) ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کے احکام پر کما حقہ عمل پیرا ہوتے ہیں وہ خود کو خدا تعالےٰ کے قریب کر رہے ہوتے ہیں اور اس بات کے سزاوار ہوتے ہیں کہ ان کی دعائیں بدرجۂ اولیٰ قبول ہوں۔ برخلاف اس کے جو لوگ خدائی احکام پر کان نہیں دھرتے اور سنی ان سنی کرکے ان پر عمل پیرا نہیں ہوتے وہ خدا تعالےٰ سے دوری اختیار کر رہے ہوتے ہیں اور اس بات کے مستحق نہیں ہوتے کہ قبولیتِ دعا کا حظ ضرور ان کے حصہ میں آئے۔

اس امر کا ثبوت کہ خدائی احکام کو قبول کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے سے بندہ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے قریب کر رہا ہوتا ہے اس امر سے بھی ملتا ہے کہ جو لوگ آسمانی ہدایت کو قبول نہیں کرتے اور خدائی احکام کو رد کر دیتے ہیں خدا تعالےٰ نے ان کی اس روش کو خدا تعالےٰ سے دوری اختیار کرنے سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جب وہ حق کی اندھی مخالفت کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ سے یکسر دور ہوکر اپنے آپ کو مستحق عذاب بنا لیتے ہیں تو پھر حد سے زیادہ دوری اختیار کرنے کے نتیجہ میں ان کے لئے (عذاب کو قریب آتا دیکھ کر ایمان لانے پر آمادگی ظاہر کرنے کے باوجود) عذاب سے بچنا ممکن نہیں رہتا اور نہ اس دوری کی وجہ سے ان کی اس وقت کی دعائیں ہی قبول ہوتی ہیں۔ اس وقت عذاب سے وہی بچتے ہیں جو آسمانی ہدایت کو قبول کرکے اور خدائی احکام پر عمل پیرا ہوکر اپنی اس سلامت روی کے نتیجہ میں پہلے ہی خدا کے قریب آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس قرب کی وجہ سے جسے وہ خدائی احکام پر عمل پیرا ہوتے اور دائمی طور پر رہنے کے نتیجہ میں حاصل کرتے ہیں خدا تعالےٰ ان کی تضرعات کو قبول کرکے انہیں اپنی امان میں لے لیتا ہے اور اس طرح عذاب کی زد میں آنے سے بچا لیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ اس سے عمداً دوری اختیار کرنے والے کفارِ مکہ کے انجام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ۙ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰی لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِیْدٍ ۝

(سبا آیات ۵۲، ۵۳)

اور (اے رسول!) اگر تو ان کی اس حالت کو دیکھے جبکہ یہ (خدائی گرفت کی وجہ سے) گھبرا جائیں گے اور انہیں بھاگنے کا کوئی رستہ نہ ملے گا اور ایک قریب کے مکان سے وہ پکڑ لئے جائیں گے (تو تجھے معلوم ہو جائیگا کہ یہ کیسے ٹھوکر دلے ہیں) اور وہ (اس وقت) کہیں گے ہم اس (کلام) پر ایمان لے آئے لیکن انہیں اس (یعنی ایمان) کا حاصل کرنا اتنی دور جاکر کس طرح نصیب ہو سکتا ہے۔

بہر حال قرآن مجید سے یہ امر واضح ہے کہ دعاؤں کی قبولیت کے لئے بھی از بس ضروری ہے کہ دعا کرنے والے خدائی احکام پر عمل پیرا ہوکر اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے قریب کریں خدا تعالےٰ تو اپنے بندوں کے لئے ہی قریب ہے لیکن جب بندے بھی اس کے احکام بجا لاکر اپنے آپ کو اس کے قریب کر لیتے ہیں تو وہ انکی دعاؤں کو ضرور قبول کرتا اور ان کے لئے عجائب کام دکھلاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ قبولیتِ دعا کے تعلق میں قربِ الٰہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ خوب یاد رکھو کہ انسان کی دعا اس وقت قبول ہوتی ہے جبکہ وہ اللہ تعالےٰ کے لئے غفلت، فسق و فجور کو چھوڑ دے۔ جس قدر قربِ الٰہی انسان حاصل کرے گا اسی قدر قبولیتِ دعا کے ثمرات سے انسان حصہ لیگا۔ اسی لئے فرمایا اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ اور دوسری جگہ فرمایا ہے وَاَنّٰی لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ یعنی جو مجھ سے دور ہو اس کی دعا کیونکر سنوں۔ یہ گویا عام قانونِ قدرت کے نظارہ سے ایک سبق دیا ہے۔ یہ نہیں کہ خدا سن نہیں سکتا۔ وہ تو دل کے مخفی در مخفی ارادوں اور ان ارادوں سے بھی واقف ہے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ مگر یہاں انسان کو قربِ الٰہی کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جیسے دور کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اسی طرح پر جو شخص غفلت اور فسق و فجور میں مبتلا رہ کر مجھ سے (یعنی اللہ سے) دور ہو جاتا ہے جس قدر وہ دور ہوتا ہے اسی قدر حجاب اور فاصلہ اس کی دعاؤں کی قبولیت میں ہوتا جاتا ہے۔ کیا سچ کہا ہے ع

پیدا است ندا را کہ بلند ہست جنابت"

(ملفوظات جلد دوم ص۱۹۵)

"مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِّنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ"

(ترمذی)

باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کیلئے اس عطیے سے بڑھ کر نہیں کہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی کرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرب اور اسلامی ممالک میں سائنسی تخلیقات کی کیفیت

کویت میں اقوام متحدہ کی یونیورسٹی سمپوزیم ۱۹۸۲ء میں

نوبل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام کا یادگار معرکہ آراء خطاب

(ترجمہ و تہذیب: محترم پروفیسر خان حبیب اللہ خان صاحب ایم ایس سی۔ ربوہ)

(قسط آخر)

ہمارے ملکوں میں ٹیکنالوجی کا رنگ

اب آخر میں میں ٹیکنالوجی یا فنی مہارت کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ قرآن میں تسخیر پر بھی اتنا ہی زور دیا گیا ہے جتنا تفکر پر۔ یعنی سائنسی علوم کے ذریعہ قدرتی وسائل پر غلبہ حاصل کرنے کو وہی اہمیت دی گئی ہے جو علم کی تحقیق کو دی گئی ہے چنانچہ سورت الجاثیہ آیات ۱۳، ۱۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

یعنی اللہ وہی ہے جس نے سمندر کو تمہاری خدمت پر لگایا ہوا ہے تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اس کے فضل کو تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب کا سب اس نے تمہاری خدمت پر لگایا ہوا ہے اس میں فکر کرنے والی قوم کے لئے بڑے نشان ہیں۔

فنی مہارت کے سلسلہ میں قرآن کریم نے ہمارے سامنے داؤد اور سلیمان علیہم السلام کی مثال پیش کی ہے جنہوں نے اپنے زمانہ میں فنی مہارت میں کمال پیدا کیا چنانچہ سورۃ سبا میں فرمایا کہ ہم نے اس کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا اور فرمایا کہ ہم نے اس کو جنوں کی ایک جماعت عطا کی تھی جو اس کے تابع فرمان تھے گویا میری ناچیز رائے کے مطابق انہیں اپنے زمانہ کی بھاری مشینوں کو چلانے کے لئے توانائی پر کنٹرول دیا گیا تھا۔ اور اس کے ذریعہ سے وہ تعمیری بلاک محل، ڈیم اور پانی کے ذخائر (RESERVOIRS) بناتے تھے۔ پھر ہمارے سامنے ذوالقرنین کا ذکر کیا گیا ہے جو حفاظتی اغراض کے لئے لوہے کے بلاک اور پگھلا ہوا تانبا استعمال کرتا تھا۔ اس طرح سے دھات سازی، بھاری تعمیرات، ہوائی قوت کے کنٹرول اور مواصلاتی ذرائع کی مہارت حاصل کرنے پر بڑے پُرزور رنگ سے توجہ دلائی گئی ہے۔ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے قرآن کریم محض بیان کی خاطر نہیں بلکہ نصیحت اور تاکید کے طور پر ان باتوں کا ذکر کرتا ہے تاکہ آئندہ ان سے سبق حاصل کیا جائے اور ان کی تقلید کی جائے۔ چنانچہ سورۃ الحشر ۲۲ میں فرمایا وتلك الامثال نضربها للناس لعلهم يتفكرون۔ یعنی یہ باتیں جو ہم تجھ سے کہتے ہیں۔ یہ سب انسانوں کے لئے ہیں تاکہ وہ سوچیں۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہماری سوسائٹی میں وہ کونسی رکاوٹیں ہیں جو ہمیں ابتدائی فنی مہارت حاصل کرنے سے روک رہی ہیں کیونکہ گزشتہ دہائی کے دوران عرب ممالک میں قلیل ترین عرصہ کے اندر فنی مہارت کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے جس قدر کوشش کی گئی ہے اور جس قدر روپیہ صرف کیا گیا ہے اس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ زاہلان (ZAHLAN) کے مطابق عرب ممالک اور بیرونی سپلائروں کے درمیان چار سو ارب (بلین) ڈالر سے زائد کی رقم بڑے بڑے فنی ٹھیکوں پر صرف کی گئی۔ ان منصوبوں میں ہائیڈروکاربنز اور پٹروکیمیکلز پر ۱۶۰ ارب، تعمیرات عامہ بشمول حمل و نقل پر ۱۸۰ ارب، صنعتی کارخانوں پر بشمول لوہا اور فولاد، دواسازی اور کھاد پر ۴۰ ارب روپیہ صرف کیا گیا۔ بدقسمتی سے ان میں سے اکثر کام اس رنگ میں انجام دیئے گئے۔ جیسے جیل خانوں میں فنی مہارت کے بغیر کام ہوتا ہے۔ ابتدائی ریسرچ اور ترقیاتی کاموں میں عرب ماہرین فن اور انجینئروں کو شامل نہیں کیا گیا اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ کام ٹکڑے ٹکڑے کر کے کیا گیا۔ زاہلان کے مطابق ۱۹۷۶ء تک ۵۸۴ پراجیکٹ پٹروکیمیکلز کے میدان میں پایہ تکمیل کو پہنچائے گئے ان کے نقشے ۸۳ بین الاقوامی فرموں نے تیار کئے۔ ان میں سے ۱۶ یوریا کے کارخانے تھے۔ الجیریا کا ایک، مصر کا ایک، عراق کے دو، کویت کے ۴، لیبیا کا ایک، قطر کے دو، سعودی عرب کا ایک، سوڈان کا ایک، شام کا ایک اور عرب امارات کا ایک۔ کوئی عرب ملک یا سارے عرب دولت مشترکہ میں کوئی ممالک کا مجموعہ ایسا نہیں جس کو ایسی فنی بنیاد حاصل ہو کہ وہ ایسے کاموں کے ڈیزائن بنانے اور تعمیراتی کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور نہ یہ صلاحیت موجود ہے کہ ضرورت پڑنے پر ان کارخانوں میں کوئی تبدیلی کر سکے یا انہیں ترقی دے سکے۔ اس کے بالمقابل جاپان کو دیکھئے۔ اس کی آبادی قریباً اتنی ہی ہے جتنی عرب ممالک کی۔ وہ پٹروکیمیکلز کے لئے مشین سازی کے میدان میں اب سے بیس برس قبل داخل ہوا۔ شروع سے ہی جاپانیوں کا مطمح نظر یہ تھا کہ ہم نے ایسی مشینیں برآمد کرنی ہیں۔ چنانچہ اس وقت جو مشینیں تیار ہو رہی ہیں۔ ان میں سے ہر تیسری مشین برآمد کی جاتی ہے۔ جاپانیوں میں عزم تھا اور ان میں لائق آدمی موجود تھے۔ غیر عرب اسلامی ممالک میں صورت حال اس سے مختلف نہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ جو روپیہ صرف کیا گیا ہے وہ نسبتاً تھوڑا ہے اور پراجیکٹ کی تعداد کم ہے۔

آئندہ کے لئے صنعتوں میں خود کفالت پیدا کرنے کے راستہ میں جو عدم توجہی ہے اس کا کیا سبب ہے؟ اس کا جواب بھی ہر جگہ کے لئے یہی ہے کہ بالعموم جس کے ہاتھ میں فیصلہ کا اختیار ہے وہ ایک شخص ہوتا ہے جو فنی مہارت نہیں رکھتا۔ ہم زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ممالک منصوبہ سازوں (PLANNERS) اور ناظموں (ADMINISTRATOR) کی جنت بنے ہوئے ہیں، ماہر فن کا فیصلہ کرنے میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ پاکستان میں جو پلاننگ کمیشن قائم ہے۔ اس میں کوئی سائنسی اور فنی شعبہ (CELL) موجود نہیں۔ اس سے زیادہ بدتر بات یہ ہے کہ برطانوی ہند کی سول سروس کی جو روایات ورثہ میں ملی ہیں۔ ان کے مطابق یہ فرض کر لیا گیا ہے۔ کہ ماہر فن سوائے مخصوص امور کے اور کسی بات میں فیصلہ کرنے کا اہل نہیں۔ فیصلہ کرنے والوں کو نہ وسعت نظر حاصل ہوتی ہے اور نہ ایسے کاموں کا تجربہ ہوتا ہے۔ ہم نے یہ غور ہی نہیں کیا کہ جاپان چین۔ کوریا۔ سویڈن اور فرانس میں بلکہ ان تمام ممالک میں جہاں خود کفیل کامیاب ترقی کا ریکارڈ موجود ہے۔ یہ بات پائی جاتی ہے کہ سائنسدان ماہر فن اور ان لوگوں میں جو ملک کی ترقیاتی مشینری چلاتے ہیں۔ نیز صنعتوں میں مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ اور ان میں ایک دوسرے کے میدان عمل میں پورے اعتماد کی فضا موجود ہوتی ہے۔

صنعتوں اور سائنسی بنیادوں پر قائم ٹیکنالوجی کے علاوہ ایک بڑا میدان ہے جہاں سائنس کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً زراعت ہے صحت عامہ ہے، حیاتیاتی ٹیکنالوجی ہے، توانائی کے نظام ہیں اور دفاع کا شعبہ ہے ان تمام شعبوں میں بھی وہی صورت حال پائی جاتی ہے۔ ایک دفعہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے رائل سوسائٹی میں ایک لیکچر دیا۔ میں نے بھی اس لیکچر کو سنا۔ ماؤنٹ بیٹن نے جنگ کے زمانہ میں اپنے تجربات کا ذکر کیا۔ جب اسے سر سالی ذکرمان (SIR SOLLY ZUKARMAN) اور مستقبل میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوبل انعام پانے والے لارڈ بلیکٹ جیسے سائنسدانوں کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اس نے بیان کیا کہ سائنسدانوں کے ساتھ اپنی پہلی میٹنگ میں ہی میں نے ان مسائل کی فہرست پیش کی جو ماہرین جنگ کے مطابق سائنسدانوں نے حل کرنے تھے۔ اس فہرست کے پیش ہونے پر سرذکر ان ہنس پڑے اور کہا مہربانی فرما کر ہمارے سامنے ان مسائل کی فہرست نہ رکھیئے جو آپ کے نزدیک حل طلب ہیں۔ ہمیں اپنے اعتماد میں لیجئے اور جو آپ کے ہدف (OBJECTIVES) ہیں وہ ہمیں بتلائیے۔ اس ہدف کو حاصل کرنے میں کیا رکاوٹیں ہیں اور کیا مسائل حل طلب ہیں ان کا تعین ہم خود کرلیں گے۔ پھر ہم مل کر متعینہ ہدف کو حاصل کرنے کے لئے مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

تین اپیلیں

علم کی تحقیق کی مہم میں ہمارے حصہ لینے کے بارے میں جو میں اس قدر جوش سے وکالت اور حمایت کر رہا ہوں اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی صرف یہی ایک وجہ نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے اندر حصولِ علم کا جذبہ رکھا ہے اور نہ صرف یہ وجہ ہے کہ آج کی دنیا میں علم ہی قوت ہے اور سائنس کا استعمال مادی ترقی کا سب سے اہم ذریعہ ہے بلکہ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ بحیثیت بین الاقوامی عالمگیر جمعیت کا ممبر ہونے کے حقارت کی اس چوٹ کا احساس ہوتا ہے جس سے وہ لوگ ہمیں دیکھتے ہیں جو علم کی تخلیق کر رہے ہیں۔ اگرچہ اس کا ذکر نہیں کیا جاتا لیکن وہ موجود ضرور ہے۔ مجھے ابھی تک یاد ہے کہ چند سال ہوئے ایک یورپین ملک کے طبیعیات میں نوبل انعام یافتہ نے مجھ سے کہا سلام! کیا تم واقعی سمجھتے ہو کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان قوموں کی مدد کریں اور انہیں زندہ رکھیں جنہوں نے ذرہ برابر بھی انسان کے ذخیرہ علم میں اضافہ نہیں کیا اور نہ کوئی تخلیق کی؟ اگر وہ یہ نہ بھی کہتا تب بھی میری عزتِ نفس کو سخت دھچکا لگتا ہے جب میں کسی ہسپتال میں داخل ہوتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آج کے زمانہ میں زندگی کو بچانے والی ہر دوا پنسلین سے لے کر اوپر تک ایسی ہے جس کی تیاری میں تیسری دنیا کے یا عرب اور اسلامی دنیا کے کسی ملک کا کوئی حصہ نہیں۔

اب میں اپنے خطاب کو تین اپیلوں پر ختم کرنا چاہتا ہوں۔ ایک اپیل تو اپنے بھائی سائنسدانوں سے ہے۔ خواہ وہ ہمارے ممالک میں رہتے ہوں یا ان کے باہر ہوں۔ دوسری اپیل ان لوگوں سے ہے جو اپنی تعلیمات کے ذریعہ ہماری سوسائٹی کی تشکیل کرتے ہیں اور تیسری ہمارے حکمرانوں اور ناظمین امور سے ہے۔ پہلے میں اپنے بھائی سائنسدانوں کو لیتا ہوں۔ ہمارے کچھ حقوق ہیں اور ساتھ ہی کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں۔ ہم تعداد میں بہت کم ہیں۔ ہماری جماعتوں کا قد و قامت اتنا چھوٹا ہے کہ انفرادی طور پر ان کا وجود قائم رہنا مشکل ہے لیکن اگر ہم متحد ہو جائیں اور ایک امۃ العلم قائم کرلیں تو یہ صورت نہ رہے گی۔ حقیقی معنوں میں اسلامی دولت مشترکہ کا قیام اور سائنسی علوم کا احیاء بالآخر ہمارے اوپر منحصر ہے ہماری کمزوریوں کی بہتات کے باوصف ہمیں کم از کم خوبی کے لحاظ سے کم حوصلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جب مواقع پیدا ہوتے ہیں تو اس کی کمی دکھائی نہیں دیتی میں آپ سے وہی بات کہنا چاہتا ہوں جو جمال عبدالناصر نے کہی تھی کہ اپنے سر فخر اور خود توقیری سے بلند رکھو۔ جب میں ۱۹۴۶ء میں کیمبرج میں انڈر گریجوایٹ کی حیثیت سے داخل ہوا تو میں بلحاظ عمر اپنے کئی ہمعصر برطانوی طلباء سے بڑا تھا اور ان سے زیادہ سائنس جانتا تھا لیکن ان میں ایک قسم کا غرور اس وجہ سے تھا کہ وہ اس قوم سے تعلق رکھتے تھے جس میں نیوٹن میکسویل، ڈارون، اور ڈیرک جیسے انسان پیدا ہوئے۔ آپ بھی اپنے ماضی پر نظر ڈالیئے تو معلوم ہوگا کہ آپ میں بھی ابن الہیثم، ابن سینا اور البیرونی جیسے عظیم لوگ پیدا ہوئے۔ آپ یہ فرض کر لیجئے کہ آپ کو آج کل تمام سہولتیں اور وسائل مل جائینگے جن کی خالص سائنس اور عملی سائنسوں کے لئے ضرورت ہے۔ یہ بھی فرض کر لیجئے کہ آپ کی عملی تحقیقاتوں سے استفادہ بھی کیا جائے گا۔ یہ بھی فرض کر لیجئے کہ آپ کو اندرونی طور پر اپنے گروہ کیلئے خود اختیاری نظم بھی مل جائے گا اور اپنی سوسائٹی کے تحقیقاتی منصوبوں میں شرکت بھی مل جائیگی جو سائنسدان باہر رہتے ہیں۔ ان سے میں کہوں گا کہ آپ بھی یہ فرض کر لیجئے کہ آپ کو سائنسی علوم کے احیاء میں ایک مخصوص اور معین کردار ادا کرنے کے لئے کہا جائیگا پھر آپ سب مل کر اپنی سائنسی اسلامی دولت مشترکہ کے تحت اپنے اداروں پراجیکٹس اور پروگراموں کے لئے جرأت مندانہ منصوبے بنائیں۔

اس عزم کو واضح اور نمایاں کرنے کے لئے میں اپنے شعبہ طبیعیات کی طرف سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر چین جس کی مجموعی قومی دولت (GNP) ہمارے ممالک سے کم ہے اور جسے صرف چند دہائیوں کی پیش رفت حاصل ہے یہ سوچ سکتا ہے کہ وہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ، متحدہ یورپ اور روس کی برادری میں شامل ہو کر دنیا کا چوتھا سب سے بڑا ہائی انرجی ایکسیلریٹر (HIGH ENERGY ACCELERATOR) جاپان سے قبل بنائے، اگر وہ ورلڈ ٹو کا مارک فیوژن ری ایکٹر پراجیکٹ INTOR میں شمولیت کا سوچ سکتا ہے جس کے بارے میں توقع ہے کہ وہ ۱۵ سال کے عرصہ میں ۱۰ ارب (بلین) ڈالر کے صرفے سے فیوژن پاور مہیا کر سکے گا، اگر چینی سائنسدان ثقلی رو کی شناخت کے لئے دنیا کے حساس ترین آلے بنا سکتے ہیں جب کہ ۱۹۷۸ء میں انہوں نے کر دکھایا اور انہیں یہ کامیابی صرف ان شائع شدہ تفصیلات سے ہوئی جو فزیکل ریویو میں منظر عام پر آئیں، اور اگر ہندوستان جس کا GNP ہم سے کہیں کم ہے ریڈیو ٹیلسکوپ اور کاسمک شعاعوں کی بوچھاڑ کے منصوبے بنا سکتا ہے اور اب جاپان سے مل کر پروٹانی انحطاط کے بارے میں بہت گہرائی میں کئے جانے والے تجربہ میں شرکت کر سکتا ہے اور اس تجربہ میں مجھے ذاتی خوشی ہے تو مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ہماری سائنسی دولت مشترکہ اپنی حدود میں اسی پیمانہ پر طبیعیات اور طبیعیات پر مبنی فنی پراجیکٹس کا منصوبہ کیوں نہیں بنا سکتی۔ اور مجھے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں

اسلامی ممالک میں اپنے مضمون ریاضیات میں باوقار ادارے قائم نہ ہوں اگر فی الوقت ہماری افرادی قوت کم ہے تو ہمیں چاہیئے کہ اپنے منصوبوں کے تعلق میں بین الاقوامی ریسرچ کے اشتراک کا دروازہ کھول دیں۔ اس طریق عمل سے ہمیں ہی فائدہ پہنچے گا اور ہم بین الاقوامی سائنس میں اپنا واجبی حصہ بھی ادا کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ اس سلسلہ میں میں یہ بھی پسند کروں گا کہ ہمارے ممالک پراجیکٹ فیوژن INTOR اور EARTH-WATCH کے ICUS جیسے بین الاقوامی پراجیکٹ میں فل ممبر یا ایسوشی ایٹ ممبر کی حیثیت سے حصہ لیں۔

اگر یونان جس کی قومی دولت (GNP) عرب ممالک کے دسویں حصہ کے برابر ہے اور طبیعیات میں جن کی افرادی قوت برائے نام ہے۔ جنیوا میں قائم نکلیر ریسرچ کی یورپین تنظیم میں فل ممبر کی حیثیت سے شریک ہو سکتا ہے اور ایسے ایکسیلریٹر پراجیکٹ میں حصہ لے سکتا ہے جس کا مقصد لیبارٹری میں ایسے بھاری پروٹان پیدا کرنا ہے جس کی ہمارا متحدہ نظریہ (Unified Theory) پیش بینی کرتا ہے اور جس منصوبے کے لئے خرچ کا اندازہ نصف ارب ڈالر ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ترک، عرب، اسلامی دنیا کی تمنائیں اس سے کم تر درجہ کی ہوں۔ عالی حوصلگی اور خراکیت سے مہارت خود پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ان تمام لوگوں کے لئے ہے جو کوشش کرتے ہیں۔

میری دوسری اپیل ان لوگوں سے ہے جو اپنی تدریس اور تعلیم کے ذریعہ ہماری سوسائٹی کی تشکیل کرتے ہیں۔ قرآن کریم کے الفاظ کو نہ بھولیئے اور نہ اس مقصد کو بھولیئے جس کی طرف وہ اشارہ کرتے ہیں۔ میرے عاجزانہ خیال میں ایک اشارہ اس میں یہ ہے کہ اسلامی ممالک کی درس گاہوں میں جو نصاب مقرر کیا جائے اس میں جدید سائنس کے تصورات کا مطالعہ لازمی طور پر شامل کیا جائے اور محض اس سائنس پر اکتفا نہ کی جائے جو ابن سینا کے زمانہ کی تھی۔

اب آخر میں میری اپیل ان لوگوں سے ہے جو ہمارے معاملات کے ذمہ دار ہیں سائنس اس لئے ضروری ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے گرد و پیش کی دنیا کو سمجھنے کی اہلیت پیدا ہوتی اور اللہ تعالیٰ کے کاموں کا فہم حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کے انکشافات سے ہمیں مادی فوائد حاصل ہوتے ہیں اور بالآخر وہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کے ذریعہ عمومی طور پر تمام نسل انسانی کے عالمگیر تعاون اور بالخصوص عرب اسلامی اقوام کے تعاون کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ بین الاقوامی سائنس کا ہمارے ذمہ ایک قرضہ ہے اور خود داری کا تقاضا ہے کہ ہم اس کو ادا کریں۔ لیکن سائنسی کاوش اور مہمیں اس وقت تک پنپ نہیں سکتیں جب تک کہ آپ کی فراخدلانہ سرپرستی نہ ہو جیسا کہ اسلام کی گزشتہ صدیوں میں ہوا تھا۔ بین الاقوامی معیار کے مطابق قومی آمدنی (GNP) کا ایک تا دو فیصد اس غرض کے لئے مختص کرنا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عرب ممالک میں ہر سال ۲ تا ۴ ارب ڈالر صرف کرنا ہوں گے اور دوسرے اسلامی ممالک کے لئے بھی اسی قدر رقم درکار ہوگی یہ رقم تحقیقاتی اور ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوگی اور اس کا دسواں حصہ خالص سائنس

(باقی ص ۸ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خاتم النبیینؐ کا خدا تعالیٰ پر بے مثال توکل

مکرم کیپٹن شیخ نثار احمد صاحب لاہور

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے
وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ (الطلاق ۴)
یعنی جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔

اب اس مضمون کی طرف آنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم توکل کا مفہوم سمجھیں۔ توکل کا مفہوم حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں یہ ہے:-

"جو کچھ خدا تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے اس کو ہم زیادہ سے زیادہ استعمال کریں اور پھر جو کمی رہ جائے وہ خدا کے سپرد کر دیں اور یقین رکھیں کہ خدا اس کمی کو پورا کرے گا۔"

سوال ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان تمام ذرائع کو جو خدا تعالیٰ نے اس کو عطا کئے ہیں استعمال میں لائے پھر اس کا نتیجہ خدا پر چھوڑ دے۔ روایت آتی ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اس سے پوچھا کہ تم نے کس چیز پر سفر کیا ہے اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اونٹ کے ذریعے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اونٹ کہاں ہے اس نے عرض کی کہ اس کو خدا کے بھروسے پر چھوڑ آیا ہوں۔ رحمت للعالمینؐ نے فرمایا یہ توکل نہیں توکل تو یہ ہے کہ پہلے اس کا گھٹنا باندھ پھر اس کو خدا کے بھروسے پر چھوڑ۔ جو ذریعہ تجھے خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ پہلے اسے کام میں لا۔ اور خدا پر توکل کر۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء میں خدا تعالیٰ پر توکل کی ایک عجیب شان پائی جاتی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ وہ ہستیاں جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پرستش کرتے ہو
لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (العنکبوت ۱۸)
تم کو رزق نہیں دے سکتیں۔ پس اللہ سے اپنا رزق مانگو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو تم کو اسی کی طرف لوٹا کر لے جایا جائے گا۔

اب بجائے اس کے کہ قوم آپؑ کی بات مانتی اس نے کہا:-
قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ۔
(العنکبوت ۲۵)
کہ اس کو قتل کر دو یا جلا دو۔

قوم کے اس فیصلہ پر آپؑ گھبرائے نہیں منت سماجت نہیں کی۔ ان سے معافی نہیں مانگی۔ بلکہ آپؑ نے اپنے خدا پر بھروسہ رکھا کہ وہی مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ منکرین نے اپنی تدبیر کی اور خدا تعالیٰ نے بھی اپنی تدبیر کی اور آگ کو حکم دیا۔
يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا
آخر آگ ٹھنڈی ہو گئی آپؑ کے جسم کو ذرہ بھر بھی نقصان نہ پہنچا اور کفار کی آنکھوں نے فَاَنْجٰهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسفؑ کی مرضی کے خلاف ایک فعل کروانا چاہا اس پر حضرت یوسفؑ کا ردّ عمل کیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا مَعَاذَ اللّٰهِ کہ میں ایسا کرنے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اس مکروہ فعل پر آپؑ آمادہ نہیں ہوئے بلکہ مسلسل انکار کرتے رہے آپ کو خدا تعالیٰ پر مکمل بھروسہ تھا۔ کہ وہی اس شیطانی بھنور سے آپؑ کو بچا کر عزت بخشے گا۔ عزیز مصر کی بیوی نے اپنی ناپاک خواہش کی ناکامی پر جو الزام آپ پر لگایا خدا تعالیٰ نے اس سے آپ کو باعزت بری ہی نہیں کیا بلکہ اسی ملک میں باعزت مقام بھی عطا فرمایا۔

جہاں خدا تعالیٰ نے گذشتہ انبیاء کو توکل کی تعلیم دی۔ وہاں اس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی فرمایا
وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ۔ (الفرقان - ۵۹)
یعنی تمہیں چاہیئے کہ تم صرف اس خدا تعالیٰ پر توکل کرو۔ جو زندہ ہے اور جس پر کبھی موت وارد نہیں ہوتی۔ تاریخ شاہد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عسر میں بھی یسر میں بھی خدا تعالیٰ پر مکمل توکل کیا اور آپؐ نے دشمن اپنے بدارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ذیل میں روحانی سرور حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے توکل علی اللہ کے چند واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ہجرت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے جب دین حق پھیلنے لگا اور لوگ کفار مکہ کے دین کو چھوڑ کر خدا کے دین کو قبول کرنے لگے تو کفار مکہ کے دلوں میں حسد کی ایک آگ بھڑک اٹھی اور وہ دین حق کی ترقی کو روکنے کے لئے مختلف حربے استعمال کرنے لگے۔ انہوں نے صحابہؓ کرام پر ہی نہیں بلکہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی انسانیت سوز مظالم ڈھائے۔ جب وہ بدبخت ہمیشہ ناکام و نامراد رہے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ایک منصوبہ بنایا۔ مختلف قبائل سے چنے گئے نوجوانوں نے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کیا تا اس رات رحمت للعالمینؐ کے خون سے پیاس بجھائیں لیکن وہ پیارا وجود جس کو خدا تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ تھا۔ اس کے جسم پر کپکپی پیدا نہ ہوئی۔ کوئی ارتعاش پیدا نہ ہوا۔ حواس پراگندہ نہ ہوئے۔ وہ اپنے مکان سے فرشتوں کے سایہ میں سفاک اور خونخوار درندوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتا ہوا گزر گیا۔ ان کے حیرت زدہ منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ ان کے پنجے فالج زدہ ہو گئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پہلی منزل پر خیر و عافیت سے پہنچ چکے تھے۔ اللہ اللہ کس قدر توکل تھا۔ آپؐ کو حی القیوم خدا پر اور خدا کو کس قدر پیار تھا وہ وجود کہ اس نے خونخوار درندوں کی بینائی سلب کر لی۔

۲۔ غار ثور:-

مکہ سے ہجرت کے بعد پیارے آقا (فداہ امی وابی) اپنے وفادار غلام کی معیت میں غار ثور پہنچ چکے تھے۔ شکست خوردہ سرداران قریش کھوجی کو لے کر آپؐ کی تلاش میں نکلے وہ ان کو لے کر عین غار کے منہ پر جا پہنچا اور کہا یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اس غار میں ہے یا پھر آسمان پر چڑھ گیا ہے آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے کانوں نے یہ الفاظ سنے تو حضرت ابوبکرؓ نے غمگین آواز میں عرض کی یا رسولؐ اللہ دشمن سر پر آ پہنچا ہے ایسے موقعہ پر جبکہ دشمن اپنے بدارادوں میں کامیاب ہو سکتا تھا خدا تعالیٰ کے پیارے وجود نے بڑے وقار اور توکل علی اللہ کے انتہائی جذبہ سے حضرت ابوبکرؓ کو فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ اے ابوبکرؓ کسی قسم کا فکر نہ کرو خدا تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے سو خدا تعالیٰ نے ان کا ساتھ دیا اور کفار اپنی نامرادی پر کڑھتے ہوئے واپس ہو گئے واللہ اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ پر توکل کی مثال نہیں ملتی کہ دشمن کے ہاتھوں میں بے نیام تلواریں ہوں اور مظلوم چند قدموں کے فاصلے پر خدا تعالیٰ کی ذات پر اس قدر توکل؟

ایک غزوہ سے واپسی:- غزوہ غطفان سے

واپسی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور تلوار شاخ کے ساتھ لٹکا کر سو گئے اور صحابہؓ ادھر ادھر درختوں کے نیچے سستانے لگے غوث بن الحارث جو آپؐ کے تعاقب میں تھا اس نے تلوار اتار کر گستاخانہ الفاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جگایا اور کہا اب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ خدا تعالیٰ پر توکل کرنے والے پیارے وجود (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اس گستاخ کی منت سماجت نہیں کی دل میں اس نابکار کا خوف پیدا نہیں ہوا۔ موت کے خوف سے صحابہؓ کو آواز نہیں دی اور نہ ہی آپؐ نے اپنے سر پر ننگی تلوار دیکھ کر کمزوری کا مظاہرہ کیا بلکہ بڑے وقار۔ جرأت اور پرشوکت آواز میں فرمایا "اللہ" اس ایک لفظ کا اس شخص پر ایسا ہیبت ناک اثر ہوا کہ اس کے ہاتھ کانپ گئے اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آپؐ نے جلدی سے تلوار اٹھائی اور فرمایا بتا اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ اس نادان نے لفظ "اللہ" کا جلال دیکھ کر بھی کہا آپؐ ہی مجھے بچا سکتے ہیں۔ رحمت للعالمینؐ نے اس کو سرزنش کی کہ تم نے مجھے سن کر بھی سبق حاصل نہ کیا اور پھر اسے معاف فرما دیا۔ لاریب ایسے نازک موقعہ پر جہاں آپؐ کو خدا تعالیٰ پر کامل توکل تھا وہاں آپؐ قاتلوں اور ظالموں کے لئے بھی رحمت تھے۔

جنگ حنین کا حیرت انگیز واقعہ

ایک شخص شیبہ نامی اس جنگ میں اس نیت اور ارادہ کے ساتھ شامل ہوا تھا کہ موقع ملنے پر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دے وہ خود کہتا ہے کہ جب لڑائی تیز ہوئی تو اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے تلوار سونت لی اور آپؐ کے قتل کے ارادے سے آپؐ کے قریب ہونا شروع کیا تو اس وقت مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے اور آپؐ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ اٹھ رہا ہے جو مجھے بھسم کر دے گا۔ مگر پھر بھی میں آگے بڑھتا گیا اچانک مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سنائی دی کہ شیبہ میرے پاس آؤ۔ جب میں قریب پہنچا تو آپؐ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اے خدا شیبہ کو شیطانی خیالات سے نجات دے۔ شیبہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا تھا کہ یکدم تمام دشمنی دور ہو گئی اور میرا دل آپؐ کی محبت کے جذبات سے اس قدر لبریز ہو گیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ میرے دل میں اس کے سوا کہ آپؐ پر جان قربان کردوں کوئی خواہش نہ رہی۔

سبحان اللہ کس قدر توکل کی مثال ہے خدائے واحد پر۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ دشمن ننگی تلوار لے کر آگے بڑھ رہا ہے اور قتل کے ارادے سے آرہا ہے آپؐ اس سے بچنے کے لئے ادھر ادھر نہیں ہوتے۔ اس کے مقابل پر آپؐ نے اپنی تلوار نہیں سونتی اس سے پہلے کہ وہ آپؐ پر وار کرتا آپؐ نے حی وقیوم خدا پر توکل کرتے ہوئے اسے اپنے پاس آنے کی دعوت دی اور شفقت سے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا جو فاتح بننے کی موہوم آرزو لے کر آیا تھا وہ خود ایسا مفتوح ہوا کہ ہمیشہ کے لئے آپؐ کی غلامی میں داخل ہوگیا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو ہمیشہ خدا تعالےٰ پر توکل رہا اور آپؐ نے بنی نوع انسان کو بھی توکل علی اللہ کا ہی سبق دیا۔

آئیں اس پیارے وجود پر جس نے خاتم النبیین کا لقب پایا۔ جو تمام کائنات کے لئے رحمت بن کر آیا اور توکل کے انتہائی مقام پر فائز کیا گیا۔ جس کے ذرہ ذرہ میں خدا نہاں تھا ہم سب اپنے مالک خالق اور پیدا کرنے والے کے حضور یہ التجا کریں اور التجائیں کرتے چلے جائیں۔

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

محترم پیر فیض عالم مرحوم کا ذکر خیر

از مکرم ظفر اللہ اقبال - لاہور

میرے والد محترم پیر فیض عالم اور جماعت احمدیہ گولیکی ضلع گجرات کے نہایت قیمتی وجود جو اپنے اوصاف حمیدہ کے باعث اپنوں اور بیگانوں سبھی میں معروف و مقبول تھے ۲۲ اگست ۱۹۸۴ء کو اپنے مکان واقع گولیکی میں ۸۵ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

محترم والد صاحب کو شروع ہی سے درس و تدریس کا بڑا شوق تھا جو کہ ان کو اپنے والد محترم پیر محمد عالم صاحب سے ورثہ میں ملا تھا۔ چنانچہ اسی شوق کی بنا پر بڑی مشکلات میں سے گزر کر دولت نگر جو کہ ہمارے گاؤں سے تقریباً ۲۵ میل کے فاصلہ پر تھا مڈل کا امتحان پاس کر لیا اس تعلیم کے حاصل کرنے میں ان کے معتمد ساتھی پیر محمد اکبر صاحب سقراط حال مقیم ربوہ شروع میں ہی ان کے ساتھ رہے اور تادم آخر ان کے رفیق رہے۔ اسی رفاقت کی بنا پر میری شادی بھی پیر محمد اکبر صاحب سقراط کے ہاں ۱۹۵۲ء میں ہوئی۔ والد صاحب میں والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی انہوں نے اپنے والدین کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ چنانچہ جوانی کے شروع میں ہی اپنے والد محترم کی اطاعت کرتے ہوئے اپنے تایا زاد بھائی مرحوم کی بیوہ سے شادی کی۔ ان سے اولاد تو ہوئی لیکن سب ہی بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے رہے۔

آخر ۱۹۲۸ء میں اپنے ہی خاندان سے دوسری شادی کی جس سے ہم اب تین بھائی اور ایک بہن بقید حیات ہیں۔ ہم چاروں شادی شدہ ہیں۔ اور صاحب اولاد ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ والدین کی اطاعت ان کو ورثہ میں ملی تھی۔ اسی طرح ہمیں بھی خدا تعالیٰ نے ان کی اطاعت کی بڑی توفیق عطا فرمائی اور ہم نے بھی ہمیشہ ان کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم رکھا۔

جماعتی خدمات

مرحوم ۱۹۲۸ء میں ایک خواب کی بنا پر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل ہوئے اور تادم آخر اسی پر قائم رہے۔ درس و تدریس کا پیشہ اختیار کیے ہوئے تھے اور اپنی گوناگوں مصروفیتوں یعنی سکول سے واپس آنے کے بعد جہاں گھر کے کام کاج ان کے ذمہ ہوتے تھے وہاں سلسلہ کے کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔

تمام لازمی چندوں کی ادائیگی مقررہ تاریخ پر باقاعدگی کے ساتھ کرتے اور جب ہم بھی بڑے ہو کر کمانے کے قابل ہوئے تو ہمیں بھی چندے باقاعدگی کے ساتھ ادا کرنے کی تلقین کرتے اور بعض دفعہ رسید بھی ملاحظہ کرتے۔ ان کی اس تحریک کی وجہ سے ہم آج تک اس بات پر قائم ہیں۔ جماعت احمدیہ گولیکی کے ایک لمبے عرصہ تک زعیم انصار اللہ رہے۔ اور ہر ممکن اپنے انصار بھائیوں کی تعلیم و تربیت پر زور دیا۔ مجلس کے بجٹ کی ہمیشہ کوشش کرتے کہ سو فیصد ادا ہو جائے ایک دفعہ بجٹ کو سو فیصد پورا کرنے پر پہلے نمبر پر آئے اور انعامی علم بھی حاصل کیا۔ آخری سالوں میں جماعت کے صدر بھی رہے۔ اور ہر ممکن طور پر جماعت کی اصلاح و ارشاد پر زور دیا۔ فرضی چندوں کے علاوہ نفلی چندے بھی دل کھول کر دیتے۔ تحریک جدید میں دفتر اول میں شامل ہوئے اور آخری دم تک چندہ باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتے رہے۔

مہمان نوازی

محترم والد صاحب کا دستر خوان بڑا وسیع تھا۔ سلسلہ کے مرکزی اور ضلعی کارکنوں کی مہمان نوازی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ صبح ہو یا شام وقت بے وقت آنے والا کوئی ہو چھوٹا یا بڑا وہ سر آنکھوں پر بٹھاتے اور ہر قسم کی خاطر داری کرتے اور بڑی خوشی محسوس کرتے۔

ملی خدمات

والد صاحب مرحوم تقریباً ۳۷ سال بطور معلم مختلف سکولوں میں کام کرتے رہے جس میں سے ۲۶ سال بطور ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول رہے اپنے شاگردوں کو بڑی محنت اور لگن سے پڑھاتے اور ہر سال نتیجہ سو فی صدی تک پہنچانے کی کوشش کرتے۔ ان کے پڑھائے ہوئے طلباء میں اکثر آج کل فوج اور سول میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔

خدمت خلق

والد صاحب مرحوم بڑے ہی دیانتدار واقع ہوئے تھے۔ گاؤں کے لوگ ان پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔ اسی وجہ سے جن لوگوں نے مکان یا زیورات بنوائے ہوتے تھے بڑی بڑی رقوم ان کے حوالے کر دیتے آپ ہر رقم کا باقاعدہ حساب رکھتے اور کبھی ایک پائی تک کا حساب بھی ادھر ادھر نہ

واعظین کیلئے

۲۱ زرِ کسرِ مرد

از تحریرات حضرت مسیح موعود

ایک واعظ کو کیسا ہونا چاہیئے اور اس میں کن صفات و خصوصیات کا پایا جانا ضروری ہے حضرت مسیح موعود نے متعدد جگہ ان امور پر روشنی ڈالی ہے ان میں سے چند بطور "مشتے از خروارے" ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں:-

۱۔ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ وَیَصْبِرْ کے مصداق ہوں۔
۲۔ ان میں تقویٰ کی خوبی بھی ہو اور صبر بھی ہو۔
۳۔ پاک دامن ہوں۔
۴۔ فسق و فجور سے بچنے والے ہوں۔
۵۔ معاصی سے دور رہنے والے ہوں
۶۔ مشکلات پر صبر کرنے والے ہوں۔
۷۔ لوگوں کی دشنام دہی پر جوش میں نہ آئیں۔
۸۔ ہر طرح کی تکلیف اور دکھ کو برداشت کر کے صبر کریں۔
۹۔ کوئی مارے تو بھی مقابلہ نہ کریں۔
۱۰۔ فقر و فاقہ اٹھانے والے ہوں۔
۱۱۔ معمولی لباس کو کافی جاننے والے ہوں۔
۱۲۔ معلومات وسیع ہوں۔
۱۳۔ حاضر جواب ہوں۔
۱۴۔ صبر و تحمل سے کام کرنے والے ہوں۔
۱۵۔ اپنے نفسانی جھگڑوں کو درمیان میں نہ ڈالنے والے ہوں۔
۱۶۔ خاکسارانہ اور مسکینانہ زندگی بسر کرنے والے ہوں
۱۷۔ سعید لوگوں کو تلاش کرتے پھریں جس طرح کہ کوئی کھوئی ہوئی شے کو تلاش کرتا ہے۔
۱۸۔ مُفْسِدَہ پرداز لوگوں سے الگ رہیں۔
۱۹۔ جس شخص سے فساد کی بدبو پائیں اس سے پرہیز کریں
۲۰۔ اپنے پاس کتب رکھیں تاکہ بوقت ضرورت لوگوں کو اصل حوالے دکھانے والے ہوں۔
۲۱۔ لٹریچر تقسیم کریں۔

(منقول از بدر جلد ۶ نمبر ۴۰ صفحہ ۶ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

(حوالہ:- مکرم چوہدری صفدر زندیر گولیکی صوبائی سلسلہ)

ولادت

میرے بیٹے عزیزم نصیر احمد بٹ کو اللہ تعالیٰ نے ۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو پہلا لڑکا عطا کیا ہے

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے اور صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے آمین۔ (خلیل احمد بٹ دارالرحمت غربی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہونے دیا۔

خود داری کا یہ عالم تھا کہ کبھی اپنی ضرورت کے لیے کسی سے کوئی رقم ادھار نہ لی۔ ان کا کہنا تھا کہ قرض انسان کے تفکرات کو بڑھاتا ہے جس سے زندگی کم ہو جاتی ہے۔ تنگی اور فراخی ہر ہر حالت میں اپنی آمدن پر ہی گزر بسر کرتے تھے۔

نفاست پسندی

والد صاحب مرحوم نفاست پسند بھی بہت تھے۔ صفائی کا بڑا خیال رکھتے۔ سفید لباس کے دلدادہ تھے۔ تمام عمر سفید لباس شلوار قمیض پگڑی اور سیاہ کوٹ اپنا لباس رکھا۔ ان کی نفاست پسندی کا ذکر چل نکلا تو یہ بھی بتاتا چلوں کہ ایک جیبی گھڑی ان کے پہلی بیوی کے بھائی پیر مقبول شاہ صاحب نے ان کو تحفہ کے طور پر دی تھی جو کہ ۶۵ سال تک ان کے پاس رہی۔ وہ آج بھی اسی طرح نئی ہے اسی طرح اپنی سائیکل کی صفائی کا بھی خیال رکھتے۔ جب گھر سے باہر جانا ہوتا تو پہلے سائیکل کی صفائی کرتے۔ اسی طرح جب واپس آتے تو لباس تبدیل کرنے کے بعد سب سے پہلے سائیکل کی صفائی کرتے اور پھر کھانا کھاتے

آخری ایام

والد صاحب مرحوم نے اپنی تمام زندگی بڑی حکمت عملی سے گزاری اور کبھی کسی سے جھگڑا نہ کیا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی وفات کی خبر آناً فاناً پورے گاؤں اور ارد گرد کے گاؤں میں پھیل گئی اور لوگ دور دراز سے تعزیت کے لیے ہمارے گھر آنے لگے۔ یہاں تک کہ جنازہ کے وقت تک اپنے عزیز و اقربا کے علاوہ جماعت کے دوست بھی دور دراز کی مسافت طے کر کے جنازہ میں شرکت کے لیے آ گئے۔

اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں درجات کی بلندی سے نوازے اور اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی دعاؤں اور صفاتِ حسنہ کا وارث بنائے اور صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر۔

ارشاداتِ عالیہ ۔ (صفحہ اوّل سے آگے)

اُن پر تکالیف اور شدائد نہ آویں اُن کا اظہار ناممکن ہوتا ہے۔

دیکھو اب ہم لوگ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بیان کرتے ہیں۔ بڑے فخر اور جرأت سے کام لیتے ہیں یہ بھی تو صرف اسی وجہ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ دونوں زمانے آ چکے ہوئے ہیں۔ ورنہ ہم یہ فضیلت کس طرح بیان کرتے۔ دُکھ کے زمانے کو بُری نظر سے نہ دیکھو یہ خدا سے لذت کو اور اُس کے قرب کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اسی لذت کے حاصل کرنے کے واسطے جو خدا کے مقبولوں کو ملا کرتی ہے دُنیوی اور سفلی کُل لذات کو طلاق دینی پڑا کرتی ہے۔ خدا کا مقرب بننے کے واسطے ضروری ہے کہ دُکھ سہے جاویں اور شکر کیا جاوے اور نئے دن ایک نئی موت اپنے اُوپر لینی پڑتی ہے۔ جب انسان دُنیوی ہوا و ہوس اور نفس کی طرف سے بکلّی موت اپنے اُوپر وارد کر لیتا ہے تب اُسے وہ حیات ملتی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتی۔ پھر اُس کے بعد مرنا کبھی نہیں ہوتا۔"

(ملفوظات جلد پنجم۔ صفحہ ۱۹۹ تا ۲۰۱)

اعلانِ دار القضاء

(۱) مکرم سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز ربوہ نے درخواست دی ہے کہ محترم رانا عبد اللطیف خان صاحب مرحوم وصیت نمبر ۲۴۶۵۳ کی وفات پر مرحوم کے بھائی مکرم رانا عبد الکریم صاحب نے مرحوم کی جائداد کی اندازاً قیمت پر ۱/۶ حصہ جائیداد -/۱۶۰۰۰ روپے ادا کیا تھا۔

بعد میں مرحوم کی جائداد کی مقامی جماعت سے قیمت تشخیص کروائی گئی جو کہ مبلغ -/۸۰۰۰۰ روپے تشخیص ہوئی جس پر ۱/۶ حصہ جائداد مبلغ -/۸۰۰۰ روپے وضع کرنے کے بعد ورثاء کو بقیہ رقم مبلغ -/۸۰۰۰ روپے صدر انجمن احمدیہ نے ریزولیوشن B-20 ۳۰/۷/۸۴ واپس کرنی منظور فرمائی ہے۔ مرحوم کے پسران مکرم رانا عبد المغنی صاحب اور رانا مبارک احمد صاحب نے مذکورہ بالا زائد رقم مکرم عبد المجید صاحب ڈرائیور فضل عمر ہسپتال ربوہ کو ادا کرنے کے لئے تحریر کیا ہے۔ اگر متذکرہ رقم مکرم عبد المجید صاحب ڈرائیور فضل عمر ہسپتال ربوہ کو ادا کئے جانے پر کسی کو اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر اطلاع دے۔

(۲) مکرم محمد شفیع صاحب محلہ دار العلوم شرقی نزد بیت اللطیف ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے بھائی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم قطعہ ۲۰ بلاک ۲۹ دار العلوم شرقی میں تیسرے حصہ کے مالک تھے کیونکہ یہ قطعہ ہم تین بھائیوں کے نام مشترکہ الاٹ شدہ ہے مرحوم بھائی کی وارث ایک لڑکی سرور بی بی ہے لہذا سرور بی بی صاحبہ کا حصہ اس کے نام منتقل کیا جانے کا فیصلہ فرمایا جائے۔

قطعہ ۲۰/۲۹ رقبہ دس مرلہ محلہ دار العلوم شرقی ربوہ میں محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کا حصہ ان کی دختر سرور بی بی صاحبہ کے نام منتقل کیا جانے پر کسی وارث وغیرہ کو اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر اطلاع دے۔

(ناظم دار القضاء ربوہ)

درخواست ہائے دعا

- میری ہمشیرہ ڈاکٹر امۃ الحمید صاحبہ بعارضہ یرقان شدید علیل ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں (امۃ القدیر ارشاد)
- میری والدہ حمیدہ بیگم اہلیہ چوہدری وزیر محمد صاحب پٹیالوی لنڈن میں شدید بیمار ہیں۔ (امۃ النصیر۔ ملتان)
- میرے والد مکرم مرزا محمد یوسف صاحب دو دن سے بعارضہ فالج شدید بیمار ہیں۔ (محمد اسحٰق شاہد۔ دار العلوم شرقی)
- عزیزم عطاء القدیر بیمار ہے (مختار احمد ربوہ)
- عزیزم ظہیر محمد ہفتہ عشرہ سے بیمار ہے۔ (منیر احمد۔ کارکن وکالت مال ثانی)

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

اجتماع

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ستائیسواں سالانہ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ستائیسواں سالانہ اجتماع امسال انشاء اللہ ۲۶-۲۷-۲۸ اخاء / اکتوبر ۱۳۶۳ ہش / ۱۹۸۴ء کو ربوہ میں منعقد ہوگا۔

ناظمین اضلاع، زعماء اعلیٰ اور زعماء کرام ابھی سے کوشش فرمائیں کہ مجلس انصار اللہ کی کوئی ایسی مجلس نہ رہے جس کی اس اجتماع میں نمائندگی نہ ہو۔ نیز زیادہ سے زیادہ اراکین کو شمولیت کی تلقین فرماتے رہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

خریدارانِ مصباح کیلئے ایک ضروری اعلان

اکتوبر کا مصباح ۱۴ اکتوبر کو پوسٹ کر دیا گیا ہے۔ جن خریداروں کو ۲۵ اکتوبر تک مصباح نہ ملے فوری اطلاع دیں تا رسالہ ان کو دوبارہ بھجوا دیا جائے۔ چونکہ امسال لجنہ اماء کا اجتماع منعقد نہیں ہو رہا اس لیے ایسی تمام خریدار بہنیں جو اجتماع پر چندہ مصباح جمع کروایا کرتی ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنا چندہ منی آرڈر کر دیں۔ بصورت دیگر ان کو نومبر کا مصباح وی پی کر دیا جائے گا جس صورت میں ان کو وی پی پی خرچ زائد ادا کرنا پڑے گا۔

(مینیجر مصباح ربوہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کامل الایمان وہی ہوتا ہے جو مصائب اور آفات میں اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ رکھتا ہے

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ کا مژدہ اسی وقت سنایا جاتا ہے جب مومن کا یقین اپنے کمال کو پہنچ جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رحمہ اللہ تعالیٰ سورۃ العنکبوت: کی آیت ۶ مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰہِ ..... الخ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"فرمایا۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ملاقات بالکل سچا ہے اور پورا ہو کر رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ بہت دعائیں سننے والا اور جاننے والا ہے۔

..... یہاں لقائے الٰہی سے مراد اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت کا نزول ہے اور مومنوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ..... شرارتوں کو دیکھ کر تمہارے دلوں میں مایوسی نہیں آنی چاہیئے اور تمہیں کبھی یہ تصور بھی نہیں کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اکیلا چھوڑ دے گا.....

..... وہ ابتلاؤں کے ذریعہ صرف تمہارا امتحان لینا چاہتا ہے۔ ورنہ وہ تمہارے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے تمہاری تائید میں کام کر رہے ہیں۔ پس دشمن خواہ تمہیں کس قدر ستائے اور تم پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی کوشش کرے تمہیں اس بات پر کامل یقین رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تم سے ترقی کے وعدے کئے ہیں وہ پورے ہو کر رہیں گے اور وہ تمہاری مدد کے لئے دوڑتا چلا آئے گا۔ اگر تم ابتلاؤں میں ثابت قدمی دکھاؤ گے اور خدا تعالیٰ پر کبھی بدظنی نہیں کرو گے بلکہ امید رکھو گے کہ خدا تعالیٰ آسمان سے اترے گا...

..... تو تمہارا خدا تم سے ایسا ہی سلوک کرے گا۔ اور وہ تمہارے لئے ایسی غیرت دکھائے گا جس کی مثال اور کہیں نظر نہیں آئے گی.....

فرماتا ہے کہ جو لوگ اپنے محبوب کی ملاقات یعنی اس کی نصرت اور تائید پر کامل یقین رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد کے لئے آسمان سے اتر آتا ہے اور وہ اسی طرح ان کی تائید کرتا ہے جس طرح پہلے انبیاء کی جماعتوں کی اس نے تائید کی۔ مگر ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔ ابتلاؤں کا بھی ایک دور ہوتا ہے اور کامیابیوں اور فتوحات کا بھی ایک دور ہوتا ہے اور مومن کامل وہی ہوتا ہے جو مصائب اور آفات میں اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ رکھتا ہے۔ جب اس کا یقین اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ کا اسے مژدہ سنایا جاتا ہے.....۔ اسی کی طرف آیت کے آخری حصہ میں یہ کہہ کر اشارہ فرمایا کہ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اللہ تعالیٰ مومنوں کی دعاؤں کو سننے والا اور ان کے حالات کو جاننے والا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ان کی دعاؤں کو قبول نہ کرے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۵ جزء ۳ صفحہ ۲۷۶-۲۷۷)

(بقیہ صفحہ ۷)

بصرف کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنے ملکوں میں ایسی سائنس فاؤنڈیشنز قائم کرنا ہوں گی جن کا نظم و نسق سائنسدانوں کے ہاتھ میں ہو اور اعلیٰ تعلیم کے بین الاقوامی مراکز اپنی یونیورسٹیوں میں اور یونیورسٹیوں سے باہر قائم کرنا ہونگے اور ان کے لئے فراخدلانہ امداد مہیا کرنا ہوگی۔ نیز ان میں کام کرنے والوں کو اور ان کے خیالات کو تحفظ اور تسلسل کی ذمہ داری لینی ہوگی۔ ایسا نہ ہو کہ آئندہ کوئی کب (6,33) کھڑا ہو اور وہ یہ لکھے کہ پندرھویں صدی ہجری میں سائنسدان تو موجود تھے لیکن ایسے شہزادوں کی کمی تھی جو فیاضانہ طور پر ان کی سرپرستی قبول کرتے۔

درخواست دعا

میرے بڑے بھائی مکرم چوہدری محمد انور صاحب چٹھہ ایم اے ایم ایڈ تقریباً دو ماہ سے بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہیں احباب سے ان کی شفایابی کے لیے درخواست دعا ہے۔

(محمد عضنفر چٹھہ گوجرانوالہ)

محترمہ شریفہ بیگم اہلیہ حضرت محمد حسین صاحب وفات پا گئیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

میری اہلیہ مکرمہ شریفہ بیگم بعمر ۶۹ سال ۲۵ دن بیمار رہ کر بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ مرحومہ کو برین ہیمرج کی تکلیف ہوئی تھی۔ ۲۰ دن میو ہسپتال لاہور میں ماہر ڈاکٹروں کی زیر نگرانی علاج ہوتا رہا۔ لیکن افاقہ نہ ہونے پر ۱۴/۱۰/۸۴ کو ربوہ واپس لے آئے ۱۵/۱۰/۸۴ کو ۱½ بجے اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئیں۔

مرحومہ نیک سیرت اور پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجد گزار تھیں۔ بے شمار بچوں کو قرآن مجید پڑھایا۔ مرحومہ کے بطن سے ۵ لڑکیاں اور ۲ لڑکے ہیں چھوٹے لڑکے کے علاوہ باقی سب شادی شدہ و صاحب اولاد ہیں۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے آمین۔

(محمد حسین مربی رفیق حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ محلہ دارالنصر غربی ربوہ)

تبدیلی نام

(۱) میں نے اپنی بیٹی طاہرہ طارق بنت مکرم طارق ندیم صاحب بعمر قریباً پونے تین سال کا نام تبدیل کر کے طاہرہ صدیقہ رکھا ہے آئندہ اسے طاہرہ صدیقہ کے نام سے ہی لکھا اور پکارا جائے ریکارڈ کی درستی کے لیے یہ اعلان شائع کیا جا رہا ہے۔ (روبینہ یاسمین اہلیہ طارق ندیم صاحب ۲۲/۱ دارالفضل ربوہ)

(۲) میں نے اپنی بیٹی اختر الشافی جماعت پنجم طالبہ گورنمنٹ فضل عمر ہائی سکول ربوہ کا نام تبدیل کر کے طاہرہ مسعود رکھ لیا ہے آئندہ اسے طاہرہ مسعود کے نام سے لکھا اور پکارا جائے اور ریکارڈ درست کیا جائے۔

(سائرہ مسعود والدہ طاہرہ مسعود دارالصدر جنوبی ربوہ)

ماہ بماہ لازمی چندہ جات ادا کرنے سے ایک ماہ میں دو ماہ کا بار نہیں پڑتا۔

لطیف موٹرز
نئی ویگنی کاروں کی خرید و فروخت کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں
لطیف موٹرز
۲۴۔ میکلوڈ روڈ۔ لاہور
میاں عبد اللطیف
فون گھر ★ فون دفتر
55944 / 330693

حیوانات کی ادویات
اکسیر سرکن (خونی پیشاب)، اکسیر اپھارہ، اکسیر بندش، اکسیر کنار، اکسیر منہ کھر، اکسیر گل گھوٹو، اکسیر واہ، اکسیر ٹک، اکسیر دودھ، اکسیر سوزش پستان، اکسیر گلٹی پستان 21 کیپسول 21 روپے اور تریاق زیر باد وغیرہ جملہ ادویات حیوانات بحساب -/3 فی پیکٹ بازار سے دستیاب ہیں تفصیلات کے لئے
کیور ٹیو ویٹرنری گائیڈ 2 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں
لاہور: مبشر میڈیکوز چوک میو ہسپتال فون ۳۲۰۳۲۸ ۳۱۰۸۱۴
لاہور: خان برادرز میڈیکل اینڈ جنرل سٹورز نزد نہر چوک مغلپورہ
فیصل آباد: شادی میڈیکوز، چنیوٹ بازار
کیور ٹیو میڈیسن کمپنی درجہ ڈی گول بازار ربوہ فون 606-607

اہل ربوہ کے لئے: خوشخبری
پہلی بار انوکھی پیشکش
لذت و ذائقے کا لطف دوبالا کرنے کے لئے
ہماری پیشکش آپکی پسند
● ملک شیک ● فروٹ جوس
● فروٹ چاٹ ● شامی کباب
ہر قسم کے ٹھنڈے مشروبات اور فریزر میں لگی یخ بستہ بوتلیں ہر وقت حاضر ہیں۔
آپ کی خدمت میں پیش پیش
کولڈ کارنر
نزد ریلوے کراسنگ اقصیٰ روڈ ربوہ
: پروپرائٹر :
گلزار احمد اینڈ برادرز

انشاء اللہ تعالیٰ
حضرت حکیم نظام جان کے
فرزند و جانشین
حکیم عبد الحمید صاحب اعوان
مشہور دواخانہ بالمقابل ایوان محمود ربوہ
۲۵، ۲۶، اکتوبر ۱۹۸۴ کو مطب میں حاضر ہوں گے
جمعرات ۲ بجے تا ۶ بجے شام
جمعہ صبح ۸ تا ۱۲ بجے دوپہر
(مینجر) مشہور دواخانہ ربوہ